پاکستان کی نظریاتی اساس — دعوے اور عمل

محمد نواز ۔ ایم ۔ اے

پاکستان کا قیام تاریخِ عالم میں معجزہ کی حیثیت رکھتا ہے ۔ تاریخ و سیاست کا کوئی طالب علم اس بات کی توجیہ پیش نہیں کر سکتا کہ برصغیر کے مسلمان نسل و زبان کے اختلاف کے باوجود کیونکر متحد ہوئے اور برصغیر کے دو کناروں سے جغرافیائی بُعد کے باوجود باہم مل کر ایک ملک کیسے بنے ۔ دنیا میں قومیں رنگ، نسل، زبان اور وطن کی بنیاد پر وجود میں آتی رہی ہیں لیکن متحدہ ہندوستان کے مسلمانوں نے ان میں سے کسی بنیاد کو قبول نہ کیا ۔ انہوں نے رنگ و نسل اور زبان و وطن کی قیود کو توڑ کر انگریز اور ہندو کی مخالفت کے علی الرغم خالصتہً نظریاتی اساس پر پہلے اپنا قومی تشخص قائم کیا اور پھر اسی بنیاد پر پاکستان جیسی عظیم مملکت حاصل کی ۔

اس تاریخی حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اگر نظریہ کی طاقت پشت پر نہ ہوتی تو نہ محمد علی جناح قائداعظم بن سکتے، نہ مسلم لیگ کو مسلمانوں میں کوئی قابلِ قدر مقام حاصل ہوتا اور نہ پاکستان ہی کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر ہوتا ۔ پاکستان کو نہ تو کسی فوج نے فتح کر کے حاصل کیا تھا ۔ اور نہ یہ کسی قوم کی مادی قوت کے بل بوتے پر قائم ہوا تھا بلکہ معاشی اعتبار سے انتہائی قلاشی اور عسکری لحاظ سے مقابلتاً ایک کمزور قوم نے محض نظریہ اور نصب العین کی طاقت سے یہ ملک حاصل کیا ۔ مادی ساز و سامان کے بالمقابل ایک عظیم نظریہ نے اپنی قوت کا بھرپور مظاہرہ کیا اور یہ بات صفحۂ تاریخ پر ثبت کر دی کہ تاریخ میں فیصلہ کن انقلابی عامل مادی نہیں بلکہ نظریاتی ہوتا ہے ۔ نظریہ افراد میں آہنی عزم و ارادہ جیسی ناقابل تسخیر قوت پیدا کرتا ہے، نظریہ ہی قوموں کی تخلیق اور قوت کا سبب بنتا ہے ۔ جس طرح بجلی کی رَو بے جان تاروں کو توانائی بخشتی ہے اسی طرح نظریہ افراد اور قوموں میں جہانگیری اور جہاں آرائی کی قوت و صلاحیت پیدا کرتا ہے اور یہ نظریہ ہی کا فیض تھا کہ جس نے

پہلے برصغیر کے منتشر اور کمزور مسلمانوں کو ایک بڑے سیاسی پلیٹ فارم پر جمع کر کے انہیں متحد کیا اور پھر انہیں انگریز اور ہندو کی متحدہ قوت سے ٹکرانے اور اُسے شکست دے کر پاکستان جیسی عظیم مملکت حاصل کرنے کے قابل بنایا۔

وہ نظریہ کیا تھا جس نے برصغیر کے مسلمانوں میں یہ حیرت انگیز طاقت پیدا کی تھی؟ اس نظریہ کی وضاحت سب سے پہلے کیمبرج یونیورسٹی کے ایک مسلمان طالب علم چوہدری رحمت علی نے ان الفاظ میں کی تھی:

"ہمیں اس باب میں کوئی غلطی نہ کرنا چاہیے۔ یہ مسئلہ ابھی طے کیا جائے ورنہ کبھی طے نہ ہوگا۔ یا تو ہم زندہ رہیں گے یا دائمی طور پر ختم ہو جائیں گے ہمارا مستقبل دیوتاؤں کے ہاتھ میں نہیں خود ہمارے ہاتھ میں ہے۔ بشرطیکہ ہم اپنے عقیدے پر ثابت قدم رہیں۔ صرف ہم ہی اپنا مستقبل سنوار سکتے ہیں اور ہم ہی اُسے تباہ کر سکتے ہیں۔ گذشتہ ایک صدی کی تاریخ ایک انتباہ ہے اور یہ انتباہ نہایت واضح ہے۔ کیا ہمارے متعلق یہ کہا جاوے گا کہ ہم نے تنبیہوں کو نظر انداز کر دیا۔ وفاقِ ہند کی خاطر اپنی قدیم قومیت سے غداری کے مرتکب ہوئے اور پورے برصغیر میں اپنے اسلامی ورثے کو.......
تباہ کر دیا۔[1]"

علامہ اقبال رحمہ اللہ علیہ نے پاکستان کی نظریاتی اساس کی واضح طور پر نشاندہی فرمائی تھی۔ انہوں نے اپنے ایک مکتوب میں ایک آزاد مسلم ریاست کی ضرورت کا احساس دلاتے ہوئے قائداعظم مرحوم کو لکھا تھا کہ:

"لیگ کے سارے مستقبل کا انحصار اس امر پر ہے کہ وہ مسلمانوں کو افلاس سے نجات دلانے کے لیے کیا کوشش کرتی ہے۔ اگر لیگ کی طرف سے مسلمانوں کے افلاس کی اس مصیبت سے نجات دلانے کی کوشش نہ کی گئی تو عام مسلمان پہلے کی طرح اب بھی اس سے بے تعلق رہیں گے۔ خوش قسمتی سے اسلامی قانون کے نفاذ اور جدید تصورات کے پیش نظر اس کے (یعنی اسلامی شریعت کے) مزید ارتقاء میں اس مسئلہ کا حل موجود ہے اور اسلامی قوانین کے طویل اور محتاط مطالعہ کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اگر اسلامی قانون پوری طرح سمجھ کر نافذ کیا جائے تو کم از کم ہر شخص کو زندگی بسر کرنے کے حق کی ضمانت حاصل ہو جاتی ہے۔ لیکن اس ملک میں اسلامی شریعت کا نفاذ اور اس کا ارتقاء

[1] جی الانا — قائداعظم محمد علی جناح ص ۳۶۹۔

ایک یا ایک سے زائد مسلم ممالک کے قیام کے بغیر ممکن نہیں۔"[۲]

"ان مسائل کو مسلم ہندوستان میں حل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ملک کو از سر نو تقسیم کیا جائے اور ایک یا ایک سے زائد ایسی مملکتیں قائم کی جائیں جہاں مسلمانوں کی کامل اکثریت ہو۔"[۳]

کانگریسی علماء کے "وطنی قومیت" کے تصور پر تنقید کرتے ہوئے علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

"نظریۂ وطن ایک معنی میں وہی حقیقت رکھتا ہے جو قادیانی افکار میں انکارِ ختمیت کا نظریہ وطنیت کے حامی بالفاظ دیگر یہ کہتے ہیں کہ امت مسلمہ کے لیے ضروری ہے کہ وقت کی مجبوریوں کے سامنے ہتھیار ڈال کر اپنی حیثیت کے علاوہ جس کو قانونِ الٰہی ابداً آباد تک متعین اور متشکل کر چکا ہے کوئی اور حیثیت بھی اختیار کرے۔ جس طرح قادیانی نظریہ ایک جدید نبوت کے اختراع سے قادیانی افکار کو ایک ایسی راہ پر ڈال دیتا ہے کہ اس کی انتہا نبوت محمدیہ کے کامل اور اکمل ہونے سے انکار کی راہ کھولتا ہے۔"[۴]

بانیٔ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح مرحوم نے تقسیم ملک سے قبل نظریہ پاکستان کی ان الفاظ میں وضاحت کی تھی:۔

"ہمارے وجود کی اساس اسلام ہے ۔ ہم ایک ہیں اور ہمیں ایک قوم کی حیثیت سے آگے بڑھنا چاہیے، یہی صورت ہے جس سے ہم پاکستان کو قائم رکھ سکتے ہیں۔"[۵] (مارچ ۱۹۴۳ء)

"پاکستان کا منشاء و مقصد صرف آزادی اور خودمختاری نہیں بلکہ اسلامی نظریہ ہے جو ایک بیش بہا عطیے اور خزانے کی حیثیت سے ہم تک پہنچتا ہے جس کو ہمیں قائم اور برقرار رکھنا ہے اور جس کی بابت ہمیں توقع ہے کہ دوسرے بھی اس سے متمتع ہوں گے۔" (جون ۱۹۴۵ء)

"مسلمان پاکستان کا مطالبہ کرتے ہیں تاکہ وہ اپنے ضابطۂ حیات، اپنی روایات اور اسلامی قوانین کے مطابق حکومت کر سکیں جو ہمیں خودمختاری حاصل کرنے کے لیے آگے بڑھاتے ہیں۔"[۶]

(نومبر ۱۹۴۰ء)

---

۲ تا ۴ LETTERS OF IQBAL TO JINNAH - 28TH MAY 1937 - P-18

۵ تا ۶ پروفیسر خورشید احمد ۔ پاکستان میں آئین کی تدوین اور جمہوریت کا مسئلہ صفحہ ۹۸ ، ۱۰۸

"لیگ اس بات کی دعویدار ہے کہ ہندوستان کے ان علاقوں میں جہاں مسلمان تعداد کے لحاظ سے اکثریت میں ہیں۔ ایسی مملکت قائم کریں جہاں وہ اسلامی قوانین کے تحت حکومت کر سکیں"۔[۹]

(دسمبر ۱۹۴۰ء)

تحریک پاکستان کی اس نظریاتی اساس پر سر ظفر اللہ خان قادیانی نے ان الفاظ میں تبصرہ کیا تھا:

"جہاں تک ہم نے غور کیا ہے یہ اسکیم ناقابلِ عمل، موہوم، بے بنیاد اور خام خیال معلوم ہوتی ہے۔ اس کا مقصد محض صوبوں کا وفاق بنانا ہے"۔[۱۰]

بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ قائداعظم کے یہ اعلانات محض سیاسی حکمت عملی کا درجہ رکھتے ہیں۔ قیامِ پاکستان کے بعد وہ اپنے موقف پر قائم نہ رہے تھے اور پاکستان میں اسلامی حکومت کے قیام کے حق میں نہ تھے۔ قائداعظم مرحوم کے بارے میں جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں وہ دراصل ان کی عظمت کو کم کرتے ہیں۔ کیا اُن کے بارے میں یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ ساری عمر تو وہ مسلمانوں کو ایک واضح نصب العین کی طرف بلاتے رہے۔ اور اس نصب العین کی خاطر اُن سے قربانیاں طلب کرتے رہے لیکن جب ملک حاصل ہو گیا تو وہ خود اپنے اس نصب العین ہی سے منحرف ہو گئے۔ یہ بات کسی شاطر شخص کے بارے میں تو کہی جا سکتی ہے، لیکن کسی دیانت دار، با اصول اور صاحب کردار شخص سے اس کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ جو لوگ اس بات کو قائداعظم سے منسوب کرتے ہیں وہ دراصل خود قائداعظم مرحوم کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں۔ قائداعظم مرحوم نہ صرف قیامِ پاکستان سے قبل بلکہ اس کے بعد بھی بڑی مضبوطی سے اپنے موقف پر قائم رہے اور بڑی شدومد کے ساتھ اسے بار بار دہراتے رہے۔ اس سلسلے میں ان کی تقاریر کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:

"قیامِ پاکستان کے لیے ہم گذشتہ دس سال سے جدوجہد کر رہے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ آج وہ ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ اپنے لیے مملکت قائم کرنا ہی ہمارا مقصود نہیں تھا بلکہ یہ ذریعہ تھا حصولِ مقصد کا۔ خیال تھا کہ ہم ایک ایسی مملکت ہوں جہاں اسلام کے عدل و مساوات کو آزادی سے بروئے عمل لانے کا موقع حاصل ہو"۔[۱۱]

۹۔ رئیس احمد جعفری، خطبات قائداعظم صفحہ ۵۰۵

۱۰۔ شریف الدین پیرزادہ۔ پاکستان منزل بہ منزل صفحہ ۱۰۴

۱۱۔ ماہنامہ طلوع اسلام کراچی مئی ۱۹۴۷ء۔

"پاکستان اسلامی اسٹیٹ ہے اور ہم نے تہیہ کر لیا ہے کہ وہ ان اصولوں پر قائم ہو جو ہمیں اسلام نے دیئے ہیں[12]"

"میرے خیال میں مسلمانوں کا طرز حکومت آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل قرآن حکیم نے فیصل کر دیا ہے ...... اس بات کے کہنے کی ضرورت نہیں کہ قانون بنانے والی جماعت جس میں بہت زیادہ اکثریت مسلمانوں کی ہوگی پاکستان کے لیے ایسے قانون بنا سکے گی جو اسلامی قانون کے خلاف ہوں اور یہ پاکستانی غیر اسلامی قانون پر عمل کر سکیں گے[13]"

"وہ صرف یہی نہیں کہ ہم میں سے اکثر مسلمان ہیں بلکہ ہماری تاریخ ہے، اپنے رسم و رواج ہیں اپنی روایات ہیں، اپنا انداز فکر ہے اور اپنا مخصوص رجحان ہے جس سے احساس قومیت پیدا ہوتا ہے۔ ہماری تمنا ہے کہ ہم سکون کے ساتھ اپنے انداز پر مستقبل کی صورت گری کریں اور دنیا کے معاملات میں اپنے حق کے مطابق حصہ لیں[14]"

"اس اسکیم کے پیش کرنے میں بنیادی اصول میرے پیش نظر تھا یعنی اسلامی جمہوریت کا اصول۔ میرا یہ ایمان ہے کہ ہماری نجات اسی میں مضمر ہے کہ ہم ان بیش بہا اصولوں کی پیروی کریں جو ہمارے عظیم المرتبت قانون دہندہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے وضع فرمائے تھے۔ آیئے ہم اپنی جمہوریہ کی اساس سچے اسلامی تصورات اور اصولوں پر قائم کریں۔ ہمارے اللہ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اپنے امور حکومت باہمی مشوروں سے طے کریں[15]"

یہ تھا وہ نظریہ پاکستان جسے قائد اعظم نے بڑی وضاحت کے ساتھ پیش کیا تھا۔ جس کی دعوت پر برصغیر کے مسلمان جمع ہوئے تھے۔

قیام پاکستان کے بعد ہر دور کے مسلمانوں اور سیاسی رہنماؤں نے قوم کے سامنے اسی نظریہ کو بڑی وضاحت کے ساتھ پیش کیا۔ لیاقت علی خاں مرحوم نے اس نظریہ پر جن الفاظ میں روشنی ڈالی وہ حسب ذیل ہیں:۔

---

[12] روزنامہ امروز کراچی ۱۲ دسمبر ۱۹۵۰ء

[13] پروفیسر خورشید ۔ پاکستان میں آئین کی تدوین ۔ ص ۱۷ ۔

[14] تا [15] پروفیسر خورشید احمد ۔ پاکستان میں آئین کی تدوین ص ۱۰۹ ۔

"پاکستان اس غرض کے لیے قائم کیا گیا تھا کہ دنیا کو اسلامی اصولوں پر قائم ریاست کا نمونہ دکھایا جائے"۔[۱۶]

"جہاں تک لوگوں کی اُمنگ کا تعلق ہے کہ پاکستان میں اسلامی اصولوں کے مطابق حکومت چلائی جائے۔ اس کے لیے دستور ساز اسمبلی کی پاس کردہ قرارداد مقاصد کافی ضمانت ہے۔ میرا ایمان ہے کہ اگر ہم نے پاکستان میں اسلامی حکومت قائم نہ کی تو پاکستان زندہ نہیں رہ سکے گا...... ہم دنیا کو یہ دکھانے کا داعیہ رکھتے ہیں کہ فقط اسلام ہی وہ اصول زندگی ہے جو دنیا کے موجودہ مصائب کا خاتمہ کر سکتا ہے"۔[۱۷]

"پاکستان بس ایک اور صرف ایک ہی آرزو رکھتا ہے اور وہ آرزو ہے خدمتِ اسلام اور خدمت بنی نوع انسان...... میرا یہ محکم یقین ہے کہ آج دنیا جن مشکل مسائل سے دوچار ہے ان کو صرف اسلام ہی حل کر سکتا ہے۔ کیونکہ اسلام انسانی زندگی کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک کو مذہب اور دوسرے کو دنیا کے حوالے نہیں کرتا وہ اپنے پیروؤں کی پوری زندگی انفرادی ہو یا اجتماعی ...... اپنے احاطہ میں لیے ہوئے ہے ...... وہ ایک مکمل نظام زندگی ہے۔ اپنے آپ کو پورے طور پر خدا کے حوالے کر دینا اس کی تعلیم ہے"۔[۱۸]

"ہم نے مسلمان عوام سے جو وعدہ کیا تھا۔ اب ہمیں اُسے پورا کرنا ہے اور ایک ایسی حکومت قائم کرنا ہے۔ جس کا نصب العین سچا اسلامی نصب العین ہو...... دنیا کو آج اسلام کی ضرورت ہے"۔[۱۹]

لیاقت علی خاں مرحوم نے پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی سے قرارداد مقاصد پاس کرائی۔ اس قرارداد مقاصد نے پاکستان کی نوزائیدہ مملکت کو اسلامی ریاست کا درجہ دے دیا۔ اس کے پاس ہو جانے کے بعد ملک کے تمام اسلام دوست حلقوں نے پاکستان کو مسجد کی مانند محترم قرار دیا اور بیرونِ ملک کے

---

۱۶ روزنامہ سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور ۲۵ فروری ۱۹۴۹ء

۱۷ پاکستان ٹائمز لاہور ۱۹ دسمبر ۱۹۴۹ء ۱۸ ڈان کراچی ۲۶ نومبر ۱۹۴۹ء

۱۹ نوائے وقت لاہور ۸ جنوری ۱۹۵۰ء

مسلمانوں نے خوشی منائی ۔ انڈونیشیا کی خواتین نے روزے رکھے اور مصر کے نوجوانوں نے نمازِ شکرانہ ادا کی ۔

قرار دادِ مقاصد وا قعتۃً اس ملک کے مسلمانوں کے اجتماعی ارادے اور امنگ کا اظہار تھی ۔ اس نے اس بات کی تصدیق کر دی کہ تحریک پاکستان بے مقصد نہ تھی بلکہ اس کا ایک مقصد تھا اور وہ مقصد بھی کوئی معاشی یا مادّی نوعیت کا نہ تھا ۔

لیاقت علی خان کے بعد خواجہ ناظم الدین مرحوم کی وزارتِ عظمیٰ کے دَور میں پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں جو دستور کا مسودہ پیش کیا گیا تھا اور جس کے بارے میں یہ اعلان کیا گیا تھا کہ اس مسودہ کو مارچ ۱۹۵۳ء میں آئین کی صورت میں نافذ کر دیا جائے گا ۔ اس میں بھی قرار دادِ مقاصد شامل تھی ۔ پھر یہ قرار داد مقاصد ۱۹۵۴ء کے اس آئین میں بھی موجود تھی جسے وزیر اعظم پاکستان محمد علی بوگرہ نے ۲۱ ستمبر ۱۹۵۴ء کو دستور ساز اسمبلی سے پاس کرایا تھا اور یہ قرار دادِ مقاصد ۱۹۵۶ء کے اس آئین میں بھی موجود تھی جسے قوم نے متفقہ طور پر قبول کیا تھا ۔

جب ۱۹۵۸ء میں ملک کا دستور ختم کر کے مارشل لاء نافذ کیا گیا تو پاکستان کے چیف جسٹس نے قرار دادِ مقاصد کی تنسیخ کو خلافِ قانون قرار دے کر اس کی دستوری اور قانونی حیثیت کو بحال کر دیا تھا ۔ چیف جسٹس کے اس فیصلہ کو مارشل لاء کے چیف ایڈمنسٹریٹر صاحب بھی چیلنج نہ کر سکے بلکہ اُلٹا انہیں یہ کہنا پڑا کہ :

> " حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کا تصور جو ایک تاریخی ، ذہنی اور ولولہ انگیز نظریہ رکھتا تھا وہ نظریہ ہے جو اسلام نے ہمیں دیا اور جو بیک وقت انسانی ، کائناتی ، نظریاتی اور عملی اس دنیا کا اور دوسری دنیا کا تھا اس کا تعلق دل سے بھی تھا اور دماغ سے بھی ۔ ایمان سے بھی تھا اور عقل سے بھی ، جماعت سے بھی تھا اور افراد سے بھی ۔ یہ ہے وہ جہاں سے ہم نے آغاز کیا ۔ اور جہاں ہم کھو گئے ۔ اب ہمارا یہ کام ہے کہ ان قدروں کو دوبارہ حاصل کریں جو کھو گئی ہیں اور ان کا انفرادی اور اجتماعی طور پر زندگی کی حقیقتوں پر اس طرح اطلاق کریں کہ وہ تیزی سے ترقی کرتی ہوئی سائنس اور فلسفہ کی روشنی برداشت کر سکے " [۱۷]

---

[۱۷] خطبہ تقسیم اسناد پنجاب یونیورسٹی ۲۸ فروری ۱۹۵۸ء

"اگر ہم اسلام کو سچا دین اور اس کے قوانین کو اٹل قوانین سمجھتے ہیں تو مجھے یقین ہے کہ عصر حاضر کے تقاضے کبھی اسلام کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتے، اسلامی قوانین سے وہی خوفزدہ ہیں جو بزدل ہیں[۲۱]"

"یاد رکھیے پاکستانی قومیت کی بنیاد اسلام اور محض اسلام ہے۔ اگر ہم نے اسلام کا دامن چھوڑ دیا تو بتائیے ہم میں اور آپ میں کونسا رشتہ باقی رہ جائے گا ...... پاکستان اور اسلام لازم و ملزوم ہیں جس قدر جذبہ ایمان ہم میں ابھرے گا اتنا ہی پاکستان مضبوط ہوگا۔ اور اسلام کو عزت اور سربلندی نصیب ہوگی۔[۲۲]"

"یہ ملک محض اس لیے حاصل کیا گیا تھا کہ ہم اسلامی نقطۂ نگاہ کے تحت اپنی زندگیوں کو خالص اسلامی نظام میں ڈھال کر دنیا کے روبرو پیش ہو سکیں، اخلاقی اور روحانی میدان ہی میں آگے بڑھنے سے ہم اس ملک کو بام ترقی پہ پہنچا سکتے ہیں۔ ہمیں ان وعدوں کو نبھانا ہے جو قیام پاکستان کے موقع پہ ہم نے دنیا کے سامنے کیے تھے۔ آؤ اللہ کا نام لے کر ہم اسلام کی صحیح قدروں پر آگے بڑھیں[۲۳]"

مارشل لاء کے ناظم اعلیٰ محمد ایوب خاں مرحوم نے ۱۹۶۱ء میں عیدالاضحیٰ کے موقع پر قوم کو جو پیغام دیا تھا وہ یہ تھا:

"اچھی طرح یاد رکھیے کہ دنیا کا کوئی ملک اسلام پر اس قدر انحصار نہیں رکھتا جس قدر پاکستان اگر خدانخواستہ دوسرے ملک اسلام کی راہ سے منحرف ہونے کا فیصلہ کر لیں تو اس کا انجام اگلی دنیا میں جو ہوگا سو ہوگا۔ کم از کم اس دنیا میں وہ قوموں اور ملتوں کی حیثیت سے باقی نہ رہ سکیں گے مگر پاکستان کا معاملہ بالکل مختلف ہے۔ ہمارا یہ ملک اسلام کے نام پر قائم کیا گیا ہے اور یہ اسی نام سے قائم رہ سکتا ہے۔ ہماری قومی وحدت اور استحکام کے لیے اسلام کے سوا اور کوئی بنیاد

---

[۲۱] خطبہ تقسیم اسناد پنجاب یونیورسٹی ۲۸ فروری ۱۹۵۸ء۔

[۲۲] اقتباس از سرکاری پمفلٹ۔

[۲۳] پروفیسر خورشید احمد۔ پاکستان میں آئین کی تدوین ص ۱۴۰ - (۲۵ فروری ۱۹۵۹ء)

نہیں اور اپنے نظریہ کے متعلق زبانی جمع خرچ سے یہ قائم نہیں رہ سکتی ۔ ہمارے لیے اپنے نظریہ کو اور نہیں تو اپنے وجود کی بقا کے لیے عملی جامہ پہنانا ضروری ہے ۔ ہمارے ایمان اور عمل میں جتنی زیادہ ہم آہنگی ہوگی اتنا ہی پاکستان قوی ہوگا ۔ اس کے برعکس اگر ہمارے قول اور عمل میں تضاد واقع ہوگا تو اس امر کا ہر وقت اندیشہ ہے کہ پاکستان کی جڑیں کھوکھلی ہو جائیں گی اور پاکستان کا شیرازہ منتشر ہو جائے گا ۔ پس روحانی اور اخلاقی مقاصد کی خاطر نہیں تو کم از کم خالص دنیوی اور مادی نقطۂ نگاہ سے اپنی بقا کی خاطر ہمارے لیے اس کے سوا چارہ نہیں کہ ہم اپنے مقدس دین کے ساتھ مضبوطی سے وابستہ رہیں۔[24]"

جادو وہ جو سر چڑھ کے بولے کتنے زریں خیالات تھے اس شخص کے جس نے فوج کی مدد سے اپنی قوم کو اپنا غلام بنایا ۔ قوت و طاقت کے بل بوتے پر پورے دس سال تک ملک پر مسلط رہا اور عملاً پاکستان کی نظریاتی اساس پہ پیہم وار کرتا رہا ۔ (باقی)

کراچی میں ماھنامہ ترجمان القرآن

تفہیم القرآن

اور ادارہ ترجمان القرآن کی مطبوعات نیز تمام اسلامی کتب کے لیے ہم سے رجوع کریں

البدر بک کارپوریشن ۔ صدر کوآپریٹو مارکیٹ ۔ کراچی